رکھتا ہے۔[ماہنامہ الہدیٰ دور حاضر کا نصاب تعلیم جون ۲۰۰۶] حالانکہ اپنے دور کی مفید اور جائز تعلیمات سے استفادہ کرنا اللہ تعالیٰ کا اپنے پیغمبروں کے لیے راہنمائی اور تعلیم تھی۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے عظیم کشتی بنائی۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کے دور میں مظاہر پرستی کا دور دورہ تھا تو انہوں نے بتوں کو توڑنے کے موقع پر اسی زبان و لہجے میں اس طرح بیان کیا کہ بادشاہ اور سارے عوام لاجواب ہو کر رہ گیئے۔اسی طرح سورج، چاند وغیرہ کی الوہیت کے بارے میں وہی زبان واسلوب اختیار کی جسے عناد پسند قوم تسلیم کرتی تھی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادو کے توڑ کا علم سکھایا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طب وصحت کی تعلیم دی اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو رہتی دنیا تک کی مختلف تعلیمات قرآن وسنت کے ذریعے دیں، جو کہ بہت سی سائنسی معلومات کی بنیاد بنیں۔مگر زمانہ عروج کے اختتام پر محکوم مسلمان قوم نے صرف بعض علوم کو اسلام کا حصہ تسلیم کر کے باقی حصوں کی نفی کر دی اور میدان دوسروں کے لیے چھوڑ دیا۔حالانکہ تقسیم کا یہ تصور سرے سے ہی درست نہیں ہے۔

باہمی ربط وتعلقات کا فقدان:

اسلامی معاشرے میں تمام طبقات زندگی سے تعلق رکھنے والے افرد کے مابین وحدت، رابطہ، اعتماد اور باہمی مشاورت ضروری ہے۔معاشرے کا کوئی فرد غیر ضروری نہیں۔اسلام میں وحدت کی علامات نماز پنجگانہ، روزہ، حج وغیرہ ہیں، مگر ان میں بھی ہم نے کمزوری اور فرقہ بندی کو موقع دے دیا۔

قرآن نے ہمیں ﴿ أمـة واحـدة ﴾ قرار دیا تھا۔مگر عملاً معاشرے میں ہر طبقہ فکر ''الگ الگ امت'' ہے۔البتہ یہ بہترین نظام بعض تنظیموں اور مذہبی تحریکوں میں موجود ہے، جن کی نگرانی اعلیٰ یا سپریم قیادت کرتی ہے۔ارشاد نبوی ہے کہ ''السعیـد مـن وعظ بغیره '' دانشمندی یہ ہے کہ سروں پر کوئی افتاد یا بلائے ناگہانی سایہ فگن ہونے سے قبل حکم الٰہی ﴿خذوا حذركم ﴾ کی تعمیل کی جائے۔اگر پر امن ایام میں اس کی ضرورت نہ سمجھیں، تو افتاد پڑنے پر آزمودہ ٹیم کی طرح توقعات وابستہ رکھنا عبث ثابت ہوگا۔ بلکہ اس وقت باہمی رابطے کے فقدان، ایک فرد کی دوسرے کے عمل اور کارکردگی سے عدم واقفیت، فاسد خیالات، عدم اعتماد اور شکوہ وشکایات کو پنپنے اور پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملے گا۔